بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

حالات کی گردشیں روز بروز زیادہ پریشان کرنے لگی ہیں۔ مسائل چاروں طرف سے سانپوں کی طرح اٹھ رہے ہیں اور ان کو حل کرنے والی اصل قوت خود ہی ان کی پرورش اور نشوونما کا باعث بھی سمجھی جاتی ہے۔ ان حالات میں جمہوریت کی پیدا کردہ بے بسی کو دیکھتے ہیں تو خیال ہوتا ہے کہ ہم نے بچپن سے لے کر دورِ مطالعہ و تفکر اور دورِ تجربہ تک جس چیز کو جمہوریت کے نام سے جانا وہ زمین کے بعض گوشوں میں یا آسمان پر یا خواب و خیال میں پائی جاتی ہوگی مگر عملاً جو شاندار جمہوریت ہمیں دکھ جھیل جھیل کر اور سعی و جہد کی منزلوں سے گذر کر حاصل ہوئی ہے وہ تو ایک مضبوط قفسِ بے بسی کے سوا کچھ نہیں۔ ہم اس قفسِ بے بسی میں پڑے اپنی شامتِ اعمال اور خرابیٔ احوال کو دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ملک اور دین کے ساتھ اور عوام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، مگر ہم قفس سے باہر نہیں آسکتے، بول نہیں سکتے، شکایت اور فریاد نہیں کر سکتے، تڑپ اور پھڑپھڑا نہیں سکتے، ورنہ ہمارے نگران ہمیں مخالفینِ جمہوریت قرار دے کر معتوب اور بدنام کر دیں گے۔ ان کے پاس قانون ہیں، قانون سے بالاتر اختیاراتِ تمیزی ہیں، ذرائع ابلاغ ہیں، جھوٹ کو سچ کا نت نیا لباس پہنانے والے درزی ہیں، پولیس اور عدالتیں اور جیل خانے ہیں۔

اس بات کا کیا علاج کہ امریکہ نے یہودیوں کے ذریعے ہماری گردن کو گرفت میں لے لیا

ہے۔ سامراجی قوتیں اور مخالفانہ مداخلتیں کرنے والی حکومتیں بالعموم کسی قوم کے اندر کے کسی چھوٹے موٹے ادارے یا کچھ جاسوس اور تخریب کار افراد کو دولت یا سازش کے جال میں پھانس کر کچھ نہ کچھ گڑبڑ کراتی رہتی تھیں، یا کچھ راز اڑا لیتی ہیں۔ مگر امریکہ نے تو کمال کر دیا کہ سرے سے بزمِ اقتدار کی چوٹی ہی سر کر لی ہے۔ پاکستان کی شان ہمیشہ ہر معاملے میں نرالی ہی رہتی ہے۔ اور یہ نرالا پن تو یادگار رہے گا۔ مگر معلوم نہیں کہ ہم اسے یاد کرنے اور اس پر پچھتانے کو ہوں گے بھی یا نہیں۔ ایک لمبا دور ایسا گذرا ہے کہ پاکستان میں یہودیوں کا داخلہ بند تھا اور ان کو نہ کوئی منصب مل سکتا تھا نہ وہ پاکستانی نظامِ حکومت یا سیاست یا پالیسیوں یا مالیات میں کوئی دخل دے سکتے تھے۔ بیچ میں کچھ لوگ چوری چھپے آئے اور دو ایک صورتوں میں حکومت نے استثنائی طور پر بعض وقتی صورتیں گوارا کیں۔ مگر کسی کا مستقل دخل نہ ہو سکا۔ لیکن اب تو یہودیوں نے پیپلز پارٹی کی انتخابی مہم پاکستان میں چلوانے کے لیے رہنمائی اور مدد دی۔ سارا یہودی پریس اس مہم میں لگ گیا۔ اور مغرب کے تمام ذرائع ابلاغ کو استعمال کرنے کے لیے معاملہ طے ہو گیا۔ اب بات آگے بڑھی ہے کہ بے نظیر صاحبہ نے پاکستان کی نمائندگی کے صہیونی ماہر سیاست مارک سیگل سے معاہدہ کر لیا ہے۔ اسرائیل کے ایجنٹ کو بے نظیر کے دورہ امریکہ کا انچارج اور پاکستان کا سفارتی نمائندہ ہونے کی سعادت ملی ہے۔ مارک سیگل اور سٹیفن سولارز ہماری گردنوں پر اس طرح سوار ہو گئے ہیں کہ اس کے دوسرے معنی پاکستان کے اسرائیل کے تسلط میں چلے جانے کے ہیں۔ مزید افراد کا ذکر کرنے کی گنجائش نہیں۔ اب ہم اپنی حکومت کے واسطے سے قومی طور پر اسرائیل نواز اور صہیونیت پرور ہیں۔ ہم ان لوگوں کے ہاتھوں کی کٹھ پتلیاں ہیں جن کی پوری تاریخ مسلم مقاصد اور عرب مفاد کے خلاف پروان چڑھی ہے۔ آج اسلام کے دشمن اور عربوں کے بیری اور فلسطینیوں کے قاتلوں کو ہم نے اپنا قسمت گر بنا لیا ہے۔

جمہوریت کے عطا کردہ اس یہودی تسلط کے بعد بھارت کی طرف نگاہ کیجیے غیر جانبدار

ملکوں کے سربراہوں کی کانفرنس کے موقع پر ہی بھارت نے علی الاعلان بازی جیت لی، اور پاکستانی قوم کا سرِ افتخار خطِ مذلت تک جھکا دیا گیا۔ اس کا ایک نتیجہ یہ سامنے آ رہا ہے کہ کہوٹہ پلانٹ میں یورینیم کی افزودگی اور ایٹمی طاقت کے انضباط کے لیے جو کام ہو رہا ہے، وہ رُک گیا ہے۔ یہ خبر چار دانگ عالم میں ریڈیو بہ ریڈیو، اخبار بہ اخبار گونجتی چلی جا رہی ہے۔ ہم صرف اس نشے میں مگن ہیں کہ ہمیں جمہوریت مل گئی ہے، جی ہاں جمہوریت کو خوب چاٹیے اور چوسیئے۔

اب تو دشمن کے نئے میزائیلوں نے نیا چیلنج پیدا کر دیا ہے۔

پھر جو اطلاع احتیاط کے بند دروازوں کے شگافوں سے باہر آ گئی ہے، وہ یہ ہے کہ سیاچن پر اتنی قربانیاں دینے کے بعد اب بات یوں طے ہونے والی ہے کہ سیاچن انسانی ملکیت سے آزاد ہے۔ (NO MAN'S LORD) نہ بھارت کا حق، نہ پاکستان کا حق۔ یعنی آپ کے گھر پر کوئی حملہ کر دے اور اس کا بچاؤ کرنے کے لیے قربانیاں دینی پڑیں تو جان چھڑانے کے لیے ہم یہ راہ نکال لیں کہ اچھا "نہ گھر تیرا، نہ گھر میرا" لہٰذا لڑائی ختم۔ اب جس کا وہ تھا ہی نہیں اس کا تو کچھ بھی نہیں گیا، اور جس کا دراصل تھا اس کا سب کچھ گیا۔ کیا خوب سودا ہے۔

بھارت کے حملے سے پہلے یہ گلیشیئر پاکستانی حصے میں محسوب تھا۔ مگر رُوسی فوجوں نے جب واخان پر قبضہ کیا اور بھارت کے سامنے یہ صورت آئی کہ چین اور پاکستان کا رابطہ کاٹنے (ہوائی بھی اور شاہراہ ریشم سے بھی) اور رُوس سے متحد ہو کر جنگِ جوع الارض لڑنے، نیز جنوبی ایشیا پر اپنی برتری کا جھنڈا گاڑنے کے لیے سیاچن کے اُوپر سے راستہ بنانا ضروری ہے۔ چپکے سے بلکہ چوروں کی طرح بھارت نے یہ ایڈونچر شروع کر دیا۔ پاکستانی کتنی ہی مشکلات رکھتے ہوں، نرے مٹی کے مادھو تو نہیں ہیں، انہوں نے بھارتی ایڈونچر کا حال معلوم کر لیا اور گلیشیر پر مقابلے کے لیے پہنچ گئے۔ بھارت نے کئی سال پہلے سے تیاریاں کی تھیں، اپنے آدمی قطب جنوبی میں بھیجے کہ اُن کو انتہائی سردی کا تجربہ کرایا، بہترین قسم کے لباس، وردیاں اور خیمے اور اوڑھنے بچھانے کے سامان

جمع کیے ، شدید سرد مقامات کی بیماریوں اور فوری حادثات پر اپنے ڈاکٹروں کو تیار کرایا ۔ خاص قسم کے ہیلی کاپٹر لیے ۔ ہمارے پاکستانی بے سروسامانی کے باوجود اللہ اکبر کہہ کر مقابلے پر ڈٹ گئے ۔ یہاں تک کہ حال ہی میں بھارتی فوجیوں کی چیں بول گئی ۔ مگر اب ہندو نواز امریکہ اور اس کے یہودی ماہرین نے سیاچین گلیشیر کو " نو مین لینڈ " بنانے کا عیارانہ حربہ اختیار کر لیا ہے ۔ اس طرح بھارت کو ذلت سے بھی بچایا جا سکتا ہے ، اور پاکستان کو سیاچن سے مستقلاً محروم بھی کیا جا سکتا ہے تاکہ پھر کبھی وہ نام بھی نہ لے سکے ۔ ایسے ہیں ہمارے کارساز اور دلنواز !

اُدھر بھارت نے سندھ کی بھینٹ لینے کے سامان لمبے عرصے سے کر لیے ہیں ۔ آبادی کے مختلف عناصر کو لڑوا دیا ہے ، عام سطح پر ڈاکوؤں نے قانون کو یرغمال بنا لیا ہے ، اور یونیورسٹیوں ، کاروباری معاملوں ، نفع اندوزیوں ، نیز مسلمانوں میں خلافِ اسلام لٹریچر کی بھارت میں تیاری کا کام لیڈروں نے سنبھال لیا ہے ، اور یہی خادمانِ سندھ جاسوسی اور غلط افراد کو لانے اور لے جانے کا کام بھی کرتے ہیں ۔ اب وہاں دست بدست لڑائی اور خانہ جنگی ہے ۔ اور لاڑکانہ میں المرتضیٰ کی حفاظت کے لیے مشین گنیں اور دیگر بھاری اسلحہ فٹ کر دیا گیا ہے ۔ یہ ہے سندھ کی محبوب عوامی حکومت !

سارے علاقہ پر برتری کا سکہ چلانے کی ہوس کا مارا ہوا بھارت اپنے جنون کی رَو میں ڈھائی ہزار میل تک پھینکا جانے والا اگنی بم تجربے میں لا چکا ہے ۔ اور امریکہ اپنے ہونہار شاگرد کی اس ترقی و کامیابی پر وجد میں آ کر ہمیں بھارت کی طرف سے ہمدردانہ انداز میں دھمکی دے رہا ہے کہ بھارت کسی وقت بھی پاکستان پر حملہ کر سکتا ہے ۔ یعنی بھارت کو تھپکی دے کر ہشکا بھی دیا گیا ہے اور پاکستان کی کارفرما قوت کو یہ بھی سبق دے دیا گیا ہے کہ اگر تحفظ درکار ہو تو ہماری خدمات را جیو ، بے نظیر دوستی کے لیے حاضر ہیں اور یہی ہدفِ مقصود اس وقت سامنے ہے جیسا کہ مصر کے لیے کیمپ ڈیوڈ سمجھوتے کا قصہ تھا ۔

ادھر یہی بھارت اپنی فوجی قوت کابل کی روس پرست نجیب حکومت کو فراہم کر رہا ہے

جس سے اس کے دو بہرے مقصد ہیں - ایک یہ کہ افغان مجاہدین کی قربانیوں کا نتیجہ اسلامی حکومت کی شکل میں بر آمد نہ ہوسکے، جو بھارت کے مفاد کے خلاف ہے - دوسرے کوئی ایسی افغان حکومت نہ بنے جو پاکستان کو دوستانہ تعاون فراہم کر سکے - یہی باتیں روس اور امریکہ اور اسرائیل بھی چاہتے ہیں بلکہ پورا مغرب - اور کئی مسلمان بھی ان کے ہم نوا ہیں - خود پاکستان میں بھی - پہلے دبے دبے تھے - اب بے نظیر حکومت میں اچھل اچھل کر بات کرتے ہیں - یہ ایسے مسلمان ہیں جن کو اسلام کے نصب العین اور مسلمانوں کے مقاصد اور ان کی ضروریات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے - ان کو پروا نہیں ہے کہ پاکستان کی ۸، ۹ سالہ دوستی اور سرگرم تعاون کی قیمت ایک دن میں ختم ہو سکتی ہے - علاوہ ازیں اگر افغانستان میں سنی اسٹیٹ نہیں بنتی تو پھر پاکستان کو اپنے حالات پر نگاہ رکھنی چاہیے کہ یہاں ایسی قوتیں اور ادارے جمع ہو رہے ہیں اور ایسا پروپیگنڈا جاری ہے، اور ایک شیعی نقطہ نظر کے شاہی خاندان کے سائے ہیں ان کو اہم شعبوں میں بڑی بڑی جگہیں، نیز ان کی تعداد کے تناسب سے بہت زیادہ مواقع سول سروس اور مالی اداروں اور سرکاری اور نیم سرکاری کاروباری تنظیموں اور ذرائع ابلاغ کے اندر مل رہے ہیں —— نیز خمینی ازم کا پروپیگنڈا مختلف طرفوں سے زور پر ہے —— ان ساری چیزوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک لبرل مگر کتاب و سنت کے مطابق اسلامی جمہوری اسٹیٹ کے بجائے یہاں کے لوگ ایک دن اثنا عشری حکومت کے شکنجے میں کسے پڑے ہوں گے[1]

یہ سب مغربی اور بھارتی اور روسی سازشوں کے نتائج ہو سکتے ہیں -

اور ہم اپنے ظاہری طنطنے کے باوجود "ہز ماسٹرز وائس" قسم کے مسکین مزاج لوگ ہیں کہ ہم کسی خاص مستقبل کو آتا دیکھ کر پہلے سے سر جھکانے اور سواری بننے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں - کل اگر مہاراجہ رنجیت سنگھ اور گورنر جنرل برطانیہ نے ہم پہ سواری کی تھی تو

---

[1] خیال رہے کہ قادیانی اور دوسری تمام اقلیتیں اصلاً اسلام کے خلاف ہیں - اسی لیے حالیہ ضمنی انتخاب میں چترال میں ووٹ پی پی پی کو ملے -

آج کیوں گورباچوف اور جارج بش اور سٹیفن سالارز اور راجیو اور نجیب اور ولی خان کو حق نہیں ہے کہ وہ ہماری پیٹھوں پر زین کسیں اور ہنٹر ہاتھ میں لے کر ہمیں لہولہان کر دیں اور ہمیں جہاں چاہیں گھماتے پھریں۔ شاید ہنٹر کھا کر ہماری خودی بیدار ہو سکے۔

چنانچہ ہمارے ترجمانِ اعلیٰ فرما رہے ہیں کہ مسئلہ افغانستان کا فوجی اور جنگی طریقوں سے حل ہو ہی نہیں سکتا۔ اِس کا حل ایک وسیع البنیاد حکومت ہے جس میں سرفروش اور جانباز مجاہدین اور نجیب اور خلقی اور پرچمی کمیونسٹ ___ بلکہ قاتل اور مقتول ایک سطح پر مل کر، دوش بدوش یا آمنے سامنے بیٹھیں۔ اور تمام جہاد اور قربانیوں اور پاکستان کی مساعیٔ تعاون وخدمت پر خطِ تنسیخ کھینچ دیا جائے۔ اِس طرح خطِ تنسیخ کھینچنے میں یہ اندیشہ بھی ہے کہ ہم خود اپنے ہی وجود پر خطِ نسخ نہ کھینچ دیں۔

ملک میں داخلی طور پر ایک ضروری کارنامہ یہ ہو رہا ہے کہ فوج کے خصوصی ادارۂ مخابرات وانکشافات کا قلع شریف ہو جائے۔ امریکہ کا سی آئی اے، روس کا کے جے بی، بھارت کا "را" اور کابل کا خاد تو خوب کام کرتے رہیں اور پاکستان بھی ان کی سیرگاہِ عام ہو، لیکن پاکستان کی فوج کو حق نہیں ہے کہ وہ آس پاس کے دشمنوں کی فوجی اسکیموں، کارروائیوں، منصوبوں اور نقل وحرکت سے آگاہی حاصل کرنے کا انتظام رکھیں ___ دوسرے لفظوں میں فوج کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دشمنوں سے اسے مروایا جائے اور پھر یہاں کوئی سرمایۂ افتخار باقی نہ رہے۔ یہ بھی روس، امریکہ، اسرائیل، بھارت اور کابل کی مشترکہ آرزو ہے۔

ایک معرکہ سابق صدر ضیاء الحق کے خلاف اس اصول پر لڑا جا رہا ہے کہ ہر خرابی کا ذمہ دار ضیاء الحق کا ۱۱ سالہ دور ہے۔ بجلی غائب تو وجہ گیارہ سالہ دور، گندم کم تو وجہ گیارہ سالہ دور، جرائم کی کثرت تو ذمہ دار گیارہ سالہ دور، اقتصادی لوٹ مار ہو رہی ہے تو اس کا باعث گیارہ سالہ دور۔

دوسرا معرکہ پنجاب کی منتخب اکثریتی حکومت کے خلاف۔ ہر معاملہ میں جھگڑا، ہر معاملے میں اختلاف، ہر معاملے میں الزام دہی، بڑے بڑے دماغ اسی معرکۂ تعمیرِ قوم میں مصروف

ہیں ۔ واہ ری ہی جمہوریت !

ایک حملہ آٹھویں ترمیم کے خلاف چل رہا ہے ۔ پوچھیے کہ کچھ کام نہیں ہوا تو جواب کہ آٹھویں ترمیم حائل ہے ۔ سوال کریں کہ بے روزگاری بہت ہے ۔ جواب آٹھویں ترمیم کی وجہ سے ہے ۔ پوچھیے کہ حکومتوں اور پارٹیوں میں اتنا افتراق ہے ۔ جواب آٹھویں ترمیم کے نتائج ہیں ۔

ایک خدمت یہ بھی ہو رہی ہے کہ تمام نوکریاں اور مفاد اور مواقع اپنے خاندان اور اس کے بعد اپنی پارٹی کے قدموں میں ڈالے جا رہے ہیں ۔ باقی لوگ چاہے کتنے ہی خستہ و خراب ہوں ، پارٹی کا جھنڈا بلند رکھنے والے ، خزانے سے فیض پائیں ۔ اسی طرح وزیروں ، مشیروں کا فوج ظفر موج جس کی وسعت حکومت کی کمزوری کا نشان ہے ، خزانے کا بڑا حصہ صاف کر رہی ہے ۔ باقی کسر پارٹی کے وفادار پالیمانی ممبران میں روپے کے ذریعے میدان ہموار کرنے کے فریضہ پر مقرر کیا گیا ہے ۔ حتیٰ کہ زکوٰۃ پارٹی کے غیر حکومتی افراد تقسیم کریں ۔ اور پیلپنر پروگرام کو بھی وہی چلائیں ۔ کیا اس کا نام جمہوریت ہوتا ہے ؟ کس ڈکشنری میں ! کس نمونے کی مشہور جمہوریت کے دستور میں ؟

عام افواہ یہ بھی ہے کہ پارٹی کے اکابر سرمایہ باہر بھی بھیج رہے ہیں ۔ نوٹ کثرت سے چھاپے گئے ہیں ۔ افراطِ زر نمایاں طور پر بڑھ گئی ہے جس کا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ روپے کی قیمت گر گئی ہے ۔ شاید ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دور اور حکومتِ پنجاب کی روش اور آٹھویں ترمیم کے برقرار رہنے کے باعث !

مزید آفت دماغوں کا گودا چاٹ لینے والی وہ گرانی ہے جس کا سب سے زیادہ اثر حکومتی اداروں کے بلوں میں نمایاں ہوا ہے ۔ سو سے کم مقدار میں آنے والے بجلی کے بل لیکا یک تین ساڑھے تین سو تک پہنچ گئے ہیں ۔ حکومت کی طرف سے ابھی بجٹ کی بارانِ کرم ہونے والی ہے ۔ جس میں ٹیکسوں کی بڑھوتری اور گرانی کے مزید اضافے کی ژالہ باری کا اندیشہ سامنے دکھائی دے رہا ہے ۔ مالیات اور قیمتوں کا یہ سارا سسٹم ہمارے ان آقاؤں کے اشارہ ابرو سے ہے جو قرض دے کر اس مقام پہ آ گئے ہیں ،

جس پر پرانا ہندو مہاجن چوہدری صاحب اور نواب صاحب کے گلے میں سود کی رسّی ڈال کر آجایا کرتا تھا۔ یہ ہماری جمہوری حکومت کے اوپر ایک غیر سیاسی حکومت ہے۔

ٹیلی وژن اور ثقافتی ادارے قوم کو ناچ گانوں اور فواحش کی چاٹ لگا کر اُس تباہی و ہلاکت سے غافل رکھنا چاہتے ہیں جو سروں پر معلق ہے، بلکہ کہیں کہیں اس کے ابتدائی آثار عملاً بڑی دردناک صورتوں میں سامنے ہیں۔

حالات کی یہ تصویر پوری صراحت سے نہ قوم کی سیاسی قیادت اس کے سامنے پیش کر رہی ہے، نہ علماء امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ والے مرتبۂ بلند پر فائز ہو کر پیش آمدہ حالات کے متعلق گواہی دے رہے ہیں (جو سمجھ ہی نہ پا رہے ہوں، وہ شاید عنداللہ کچھ رعایت پالیں)۔ اسی طرح ذرائع ابلاغ میں سے ٹیلی وژن، بائیں بازو کے دانشوروں کے زیرِ نگیں حکمران پارٹی کے راگ سُنا رہا ہے۔ اور مِس ثقافت کو نچوا رہا ہے یا مذہب و اخلاق کا خاکہ اُڑا رہا ہے۔ ریڈیو ملے جلے پروگرام دے رہا ہے، مگر اپوزیشن کے لیے دروازہ بند۔ اور اسلام برکت کی حد تک۔ اخبارات میں قوم کو اصل دردناک مسئلے سے آگاہ کرنے کا سامان ناپید۔ کچھ متفرق اشارات، مگر ان کے ساتھ ایسے شذرے اور ایسی بحثیں اور ایسی رپورٹیں کہ وہ اشارات ملبے میں دب جاتے ہیں۔ اور قوم کے مجرم جرائم میں محو ہیں، خیانت کار اپنی کمائی کر رہے ہیں، عمارتیں بن رہی ہیں، عیش و طرب ہو رہا ہے، کچھ لوگ کُٹتے پِٹتے اور پھر روتے فریاد کرتے ہیں۔ باقی عوام ہکا بکا ہو کر دیکھ رہے ہیں، ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔ وہ گویا انتظار کر رہے ہیں کہ آوازۂ حق اُٹھتا ہے کب اور کدھر سے!

بزرگو اور بھائیو اور عزیز نوجوانو! قرآن اور حدیث پڑھ کر پھر حالات کا جائزہ لو، ہمارے سامنے عذاب کی علامات آرہی ہیں۔ اگر دعاؤں اور اعمال کی شکل میں باہمی محبت اور پاکستان کی خیر خواہی اور غلبۂ اسلام کے لیے کچھ کر سکو تو شاید خدا بچالے!